درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی معاشرة الناس
لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

حدثنا بندار ثنا عبدالرحمان بن مهدی ثنا سفیان عن حبیب بن أبی ثابت عن میمون بن أبی شبیب عن أبی ذر قال: قال لی رسول الله ﷺ: اتق الله حیث ما کنت واتبع السیئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن وفی الباب عن أبی هریرة .... هذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو، اور برائی کے پیچھے نیکی کرو تو یہ اس کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا کرو۔

اس باب میں حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد وابونعیم عن سفیان عن حبیب بهذا الاسناد: قال محمود وحدثنا وکیع عن سفیان عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ نحوه..... قال محمود والصحیح حدیث ابی ذر۔

ترجمہ: یعنی اس پہلی روایت والا مضمون امام ترمذی کو ان کے شیخ محمود بن غیلان نے بھی دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ایک سند میں امام ترمذی کو محمود بن غیلان نے اور ان کو ابو احمد اور ابونعیم نے حدیث بیان کی ہے۔ اور وہ دونوں حضرت سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ اور سفیان کے بعد سند پہلی روایت کی طرح حضرت ابوذرؓ تک پہنچتی ہے۔ اور حضرت ابوذرؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ بالا مضمون نقل کرتے ہیں۔ اور دوسری سند اس طرح ہے کہ امام ترمذی

کومحمود بن غیلان نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ کہ ہمیں وکیع نے روایت کیا ہے اور وہ سفیان سے وہ حبیب بن أبی ثابت سے وہ میمون بن أبی شبیب سے اور وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ جناب نبی کریم ﷺ سے اسی (درج بالا مضمون) کی طرح روایت کرتے ہیں۔

سندی بحث کا حاصل: یہ ہے کہ حدیث اتق اللہ حیث ما کنت الخ امام ترمذی کو ان کے شیخ بندار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی کے دوسرے شیخ محمود بن غیلان نے بھی ایک سند کے ساتھ حضرت ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اور دوسری سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے۔ لیکن آخر میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ قال محمود: والصحیح حدیث ابی ذر۔ محمود کہتے ہیں کہ صحیح جو ہے وہ حضرت ابوذرؓ کی حدیث ہے۔

توضیح وتشریح: معاشرۃ الناس:

معاشرت، برتاؤ اور سلوک کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اور عشیرہ قبیلہ کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی معاشرت، برتاؤ اور سلوک عموماً اپنے قبیلہ اور اپنی قوم کے ساتھ ہوتا ہے اور معاشرت باہمی چیز ہے، افراد اور کثرت کے مابین متحقق ہوتا ہے۔ فرد واحد میں متحقق نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے معاشرت کی اضافت 'الناس کی طرف ہوئی اور تقدیر عبارت اس طرح' فی معاشرتک الناس' یعنی تیری معاشرت لوگوں کے ساتھ۔

اتق اللہ حیث ما کنت:

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! جہاں بھی تم ہو، اور جس حالت میں بھی ہو، یعنی لوگوں کے سامنے ہو یا تنہائی میں، رنج ہو یا راحت کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہر اور پوشیدہ تمام امور سے باخبر ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے تمام فرائض واوامر کو بجالاؤ، اور اس کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرو،

خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے کامیاب منصوبہ بندی:

واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا: اور برائی کے پیچھے نیکی کرو تو یہ نیکی اس برائی کو مٹادے گی۔ أتبع، باب افعال سے امر ہے اور متعدی ہے دو مفعولوں کی طرف۔ السیئۃ'' مفعول اول ہے اور الحسنۃ مفعول ثانی ہے۔ یعنی انسانوں سے جب کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کے بعد متصل نیکی کرنا چاہیے۔ مثلاً دو رکعت نماز پڑھے، یا صدقہ کرے، یا استغفار کرے، یا لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ پڑھے۔ تو اس سے وہ گناہ ختم ہوگا۔ کیونکہ صغیرہ گناہ نیکی سے ڈھل جاتا ہے۔ اور کبیرہ گناہ معاف ہونے کے لئے جمہور کے نزدیک استغفار اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا ضروری ہے۔ اس طریقہ کار کو اختیار کرنے سے دل پر گناہ کا سیاہ دھبہ باقی نہ رہے گا۔ اور دل صاف رہے گا۔ جس کے نتیجے میں قلب کا میلان نیکی کی طرف رہے گا اور گناہوں سے پاک رکھنے کا ایک بہترین طریقہ ہے اور روحانی بیماریوں سے شفایاب ہونے کا ایک مؤثر علاج ہے۔

کیونکہ امراض کا علاج اس کی ضد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اِن الحسنات یذھبن السیئات (الایۃ) یعنی بیشک نیکیاں برائیوں کوختم کر دیتی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ایک ارشاد گرامی پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے پوری توقع کی جاسکتی ہے کہ انسان کا خاتمہ اچھا ہوگا۔ کہ خاتمہ بالخیر ہونے کے لئے یہ ایک بہترین منصوبہ بندی ہے۔

تمحھا: میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہوتو پھر معنی یہ ہوگا۔" برائی کے متصل بعد نیکی کر واس طریقے سے تو اس برائی کو مٹا دے گا۔"

وخالق الناس بخلق حسن:

اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ معاملہ کرو' حسن معاشرت اور لوگوں کے اچھا سلوک و برتاؤ کرنے کے لئے حسن اخلاق لازمی چیز ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اچھے اخلاق کے تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" یعنی لوگوں کے ساتھ بات چیت' بیع وشراء اور دیگر معاملات میں نرمی اور اچھائی سے پیش آیا کرو' خندہ پیشانی اور خوش طبعی کے ساتھ ان سے ملو۔ رحم دلی اور تواضع اختیار کرو۔ ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرو۔ اسی طرح اچھے اخلاق کے مختلف پہلو ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے حسن معاشرت وجود میں آتی ہے۔

باب ما جاء فی ظن السوء
بدگمانی کا بیان

حدثنا ابن أبی عمر ثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال: اياكم و الظن فان الظن أكذب الحديث ... هذا حديث حسن صحيح .... سمعت عبد بن حميد يذكر عن بعض أصحاب سفيان قال: قال سفيان: الظن ظنان . فظن إثم وظن ليس بأثم. فأما الظن الذى هو إثم' فالذى يظن ظنا ويتكلم به وأما الظن الذى ليس بإثم. فالذى يظن ولا يتكلم به

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ بیشک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گمان سے (یعنی مسلمانوں پر بدگمانی کرنے سے) بچتے رہو۔ کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد بن حمید سے سن لیا ہے کہ وہ حضرت سفیان کے بعض شاگردوں سے نقل کرتے

تھے کہ حضرت سفیان نے کہا ہے کہ گمان (یعنی بدگمانی) دوقسم پر ہوتی ہے۔ایک قسم کی بدگمانی گناہ ہے اور دوسری قسم کی بدگمانی وہ ہے جو کہ گناہ نہیں ہے۔پس وہ بدگمانی جو گناہ ہے وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی بدگمانی بھی کرے اور پھر اسے زبان سے بیان بھی کرے۔اور وہ بدگمانی جو کہ گناہ نہیں ہے۔وہ یہ ہے کہ کوئی شخص بدگمانی تو کرے (لیکن صرف دل میں آجائے) اور اس پر زبان سے تکلم نہ کرے۔

توضیح وتشریح

کسی کے بارے میں بدگمانی قائم کرنے اور غلط اندازہ اور تخمینہ لگانے کی مذمت بیان ہورہی ہے' کسی مسلمان کے بارے میں کسی قرائن وغیرہ کی بناء پر بدگمانی قائم کرنا گناہ ہے۔کہ مثلاً اس آدمی نے زنا کیا۔یہ اس طرف سے آیا' اس طرف تو شراب خانہ ہے' اس نے شراب پی لیا۔یہ اس طرف جارہا ہے تو چوری کے لئے جارہا ہے۔اس قسم کے خیالات اگر صرف دل میں گزر جائیں تو حسب تفصیل بالا اس کا گناہ نہیں ہے۔لیکن اگر دل اس پر مکمل یقین کرلے یا زبان سے اس گمان کو بیان کرے تو یہ جرم ہے اور حرام ہے۔علاوہ ازیں اعتقادیات کے بارے میں اگر کسی کو گمان ہوجائے۔مثلاً توحید' رسالت' ختم نبوت' بعث بعد الموت وغیرہ ان اعتقادیات کے بارے میں اگر کسی کو بدگمانی ہوجائے اور شک پیدا ہوجائے تو یہ بھی خطرناک ہے' اس سے اجتناب لازم ہے۔استقرار قلب کے بغیر اگر کچھ اس قسم کے خیالات دل میں گزر جائیں تو یہ مضر نہیں۔بلکہ یہ وسوسہ ہے اور وسوسہ کو ایمان کی علامت کہا جاتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ ہر قسم کا گمان حرام اور گناہ نہیں ہے۔جیسا کہ روایت میں حضرت سفیان کی تفصیل ذکر ہوئی۔نیز آیت کریمہ میں بھی بعض قسم کے گمان کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔آیت کا مفہوم اس طرح ہے۔اے ایمان والو بہت (قسم کے) گمانوں سے بچو! کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے۔(الایۃ)

فان الظن اکذب الحدیث۔ کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔کیونکہ عام جھوٹ وہ ہوتا ہے کہ جو بات خلاف واقع ہو' اور جب پتہ چل جائے کہ یہ بات جو ہوئی تھی واقع کے خلاف تھی۔تو اس کی تردید خودبخود ہوجائے گی۔لیکن گمان کی صورت میں کسی چیز کے واقع ہونے کا سرے سے ذکر نہیں بلکہ ویسے ہی خیالات اور گمان کو ایمان کا درجہ دیا گیا ہے۔تو اس کی تردید مشکل ہے۔نیز کہنے والا بھی خلاف واقع بات کرنے سے ڈرتا ہے۔کہ اگر ثابت ہوجائے کہ میری بات خلاف واقع ہے تو قلعی کھل جائے گی۔اور میں شرمندہ ہوں گا اور مظنون چیز کو بیان کرنے کہ مثلاً میرا گمان ہے کہ فلاں نے زنا کیا (والعیاذ باللہ) تو اس کے تردید سے کہنے والا زیادہ عار اور ڈر محسوس نہیں کرتا۔اس وجہ جزمی باتوں کی بنسبت ظنی باتوں میں جھوٹ اکثر بولا جاتا ہے۔اس وجہ سے اس کو اکذب الحدیث کہا گیا۔